عربی زبان

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ
ناظم اعلیٰ: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

عربی زبان کی اہمیت وافادیت سے کون واقف نہیں؟ یہ قرآن وسنت کی زبان، جنت کی زبان اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان ہے۔ اس زبان کو سیکھنے سے دین مبین سے قربت بھی نصیب ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی، جنت کی ضمانت بھی ملتی ہے اور قرآن وسنت کی سمجھ بھی عطا ہوتی ہے۔ عربی زبان سے ہمارا مذہبی، تاریخی اور ثقافتی اعتبار سے بہت گہرا رشتہ ہے لیکن ہمارے ہاں عربی کے حوالے سے قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلی ٹیڑھی اینٹ اس وقت رکھی گئی جب پاکستان میں انگریزی کو ہی عملی طور پر دفتری زبان رہنے دیا گیا۔ اگر اس وقت کم از کم اردو کو ہی عملی طور پر دفتری زبان قرار دیا جاتا اور عربی کی اہمیت سے تدریس وتعلیم ہوتی تو آج منظر بالکل مختلف ہوتا اور اگر انگریزی کی جگہ عربی کو سرکاری زبان قرار دیا جاتا تو نہ صرف یہ کہ اس کے دینی لحاظ سے بہت ہی مثبت اثرات مرتب ہوتے اور ہماری تہذیب وثقافت پر گہری اسلامی چھاپ نظر آتی، بلکہ ہماری قوم کی قرآن وحدیث اور دین مبین سے وابستگی مزید مستحکم ہوتی اور دنیوی لحاظ سے بھی ہمیں اس کا بہت فائدہ ہوتا۔ پاکستان کے عالم اسلام سے روابط مزید مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتے اور آج پاکستان عرب بلاک کا حصہ ہوتا، یہاں کے لوگوں کو کاروبار اور روزگار کے بھی زیادہ مواقع ملتے اور ہماری معیشت وتجارت بھی آج یوں ہچکیاں اور سسکیاں نہ لے رہی ہوتی۔

خیر اس وقت تو جو ہوا سو ہوا لیکن اس کے بعد بھی گزشتہ 63 برسوں میں عربی زبان کو واجبی سی اہمیت بھی نہ دی گئی اور برائے نام سی کتب ہمارے سرکاری تعلیمی نصاب کا حصہ رہیں، جنہیں پڑھتے پڑھاتے ہوئے مزید عدم توجہ کا برتاؤ کیا گیا۔ کبھی اس مضمون کو ترمیم وتحریف کے لحاظ سے تختہ مشق بنایا گیا اور کبھی اختیاری اور لازمی کی پیچیدگیوں میں الجھایا گیا۔ سیکولرازم اور روشن خیالی کی لہر آنے کے بعد تو باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ بہ تدریج اس مضمون کو مزید پس منظر کی طرف دھکیلا گیا۔ ترکی میں کمال اتاترک کے دور حکومت میں عربی کو جس بری طرح دیس سے نکال دیا گیا اور عربی رسم الخط، عربی کلمات حتیٰ کہ عربی اذان پر پابندی عائد کی گئی، اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سیکولرازم کے علمبرداروں کے ہاں عربی

زبان سے کس قدر بغض وعداوت پایا جاتا ہے اور سیکولرازم کے خوب کی تکمیل کے لئے عربی زبان کو راستے سے ہٹانا کس قدر ضروری خیال کیا جاتا ہے؟ اسی طرح وسط ایشیائی ریاستوں میں بھی عربی کے ساتھ اسی قسم کا ظالمانہ سلوک روا رکھا گیا۔

ہمارے لئے یہ بات ناقابل فہم ہے کہ پرویز مشرف جو سیکولرازم اور روشن خیالی کا بہت بڑا پرچارک تھا، اس کے دور حکومت میں اور اس کے ایسے وزیر محترم جنہیں قرآن کریم کے پاروں کی تعداد تک معلوم نہ تھی، انہوں نے بھی اس طرح کھل کر عربی دشمنی کا ثبوت نہیں دیا جس طرح کی عربی دشمنی کا مظاہرہ گزشتہ دنوں پنجاب حکومت کی طرف سے سامنے آیا۔

مجھے کچھ دوستوں نے جب یہ افسوس ناک اطلاع دی کہ پنجاب حکومت نے پنجاب بھر کے اسکولوں میں عربی مضمون کے اخراج اور اس کی جگہ کمپیوٹر کی تعلیم کا حکم نامہ جاری کیا ہے، ابتداء میں تو مجھے اس اطلاع پر یقین ہی نہ آیا لیکن جب اس حوالے سے پنجاب کی وزارت تعلیم کی طرف سے جاری کئے گئے آرڈر نمبر 3095GII مورخہ 10-03-2010 کا عکس دیکھا تو نہ صرف یہ کہ افسوس ہوا بلکہ حیرت بھی ہوئی۔ کیونکہ مسلم لیگ (ن) بظاہر اسلام پسند اور نظریہ پاکستان کی علمبردار جماعت سمجھی جاتی ہے اور خود میاں شہباز شریف نہ صرف یہ کہ عربی زبان کی اہمیت وافادیت سے واقف ہیں، بلکہ ہمارے موجودہ حکمرانوں میں سے شاید وہ واحد شخص ہیں جو عربی زبان پر اچھی خاصی دسترس بھی رکھتے ہیں اور خود شریف خاندان پاکستان کا وہ خاندان ہے جو دینی وتاریخی کے علاوہ خاندانی حوالے سے بھی عربوں کے بہت قریب سمجھا جاتا ہے۔ اس خاندان کو عرب ثقافت کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، عربوں کے اس خاندان پر بہت زیادہ احسانات بھی ہیں اور عربوں سے تعلقات کی وجہ سے اس خاندان نے بہت سے فوائد بھی حاصل کئے، اس پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے میاں شہباز شریف اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت سے یہ توقع نہ تھی کہ ان کے ہوتے ہوئے اس قسم کا غیر دانشمندانہ فیصلہ سامنے آئے گا، لیکن کیا کیا جائے کہ وہ لیٹر دیکھ کر چاروناچار یقین کرنا پڑا۔

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اپنے انقلابی تعلیمی اقدامات کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں، ہونا تو یہ چاہئے کہ وہ خصوصی دلچسپی لے کر کم از کم پنجاب کی سطح پر عربی زبان اور عربی مضمون کو اہمیت دلوائیں اور اپنے عربی ذوق کی بنیاد پر اسکولوں کے نصاب میں شامل عربی کے مضمون کو مزید بہتر کروائیں۔

☆......اسی طرح عربی تدریس کے لئے ایسے ماہر تجربہ کار اور اہل علم اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں جن کی وجہ سے بچوں میں عربی زبان کی اعلیٰ استعداد پیدا ہو۔

☆......عربی زبان کو محض ایک رسمی مضمون کے طور پر نہیں بلکہ فہم دین اور فہم قرآن کی بنیاد کے طور پر اور عالم اسلام کے ساتھ تعلقات اور روابط کے اہم ذریعے کے طور پر از سر نو اہمیت کے ساتھ شامل نصاب کیا جائے۔

☆......علمائے کرام اور مساجد کے ائمہ وخطباء اور دینی مدارس کے ارباب حل وعقد بھی اس معاملے پر خصوصی توجہ فرمائیں اور سب سے پہلے اپنے اداروں میں عربی زبان کی اہمیت سے تدریس وتعلیم کے ساتھ ساتھ عربی تکلم کا ماحول بنائیں اور عوام الناس کو بھی عربی سے روشناس کروانے کے لئے اپنی مساجد، اپنے اداروں اور اپنی صلاحیتوں کو وقف کردیں، تاکہ سیکولرازم کی راہ ہموار نہ ہونے پائے، ہمارے معاشرے پر مغربی تہذیب وتمدن کی چھاپ گہری نہ ہونے پائے اور ہماری نئی نسل قرآن وحدیث سے بے بہرہ اور دین مبین سے ناواقف اور عالم اسلام سے لاتعلق نہ ہونے پائے......☆